قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

بدھ 05 مئی 2021ء | 21 رمضان 1442 ہجری قمری | جلد: 3 | شمارہ: 107

ارشادِ باری تعالیٰ

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنۡذِرِیۡنَ۔

(سورۃ الدخان: 4)

ترجمہ: یقیناً ہم نے اسے ایک بڑی مبارک رات میں اتارا ہے۔

فرمانِ خلیفہ وقت

پس نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزول کے وقت جو لیلۃ القدر مقرر کی گئی ہے وہ درحقیقت اس لیلۃ القدر کی ایک شاخ ہے یا یوں کہو کہ اس کا ایک ظلّ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اس لیلۃ القدر کی نہایت درجہ کی شان بلند کی ہے جیسا کہ اس کے حق میں یہ آیت کریمہ ہے کہ فِيۡهَا يُفۡرَقُ كُلُّ اَمۡرٍ حَكِيۡمٍ (الدخان: 5) یعنی اس لیلۃ القدر کے زمانے میں جو قیامت تک ممتد ہے، ہر یک حکمت اور معرفت کی باتیں دنیا میں شائع کر دی جائیں گی اور انواع و اقسام کے علومِ غریبہ و فنون نادرہ و صناعات عجیبہ صفحہ عالم میں پھیلا دیئے جائیں گے۔ اور انسانی قویٰ میں موافق ان کی مختلف استعدادوں اور مختلف قسم کے امکان بسطت علم اورعقل کے جو کچھ لیاقتیں مخفی ہیں یا جہاں تک وہ ترقی کر سکتے ہیں سب کچھ بمنصۂ ظہور لایا جائے گا۔ لیکن یہ سب کچھ ان دنوں میں پُر زور تحریکوں سے ہوتا رہے گا کہ جب کوئی نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں پیدا ہوگا۔ درحقیقت اسی آیت کو سورۃ الزلزال میں مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے کیونکہ سورۃ الزلزال سے پہلے سورۃ القدر نازل کر کے یہ ظاہر فرمایا گیا ہے کہ سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ خدائے تعالیٰ کا کلام لیلۃ القدر میں ہی نازل ہوتا ہے اور اس کا نبی لیلۃ القدر میں ہی دنیا میں نزول فرماتا ہے۔ اور لیلۃ القدر میں ہی وہ فرشتے اترتے ہیں جن کے ذریعہ سے دنیا میں نیکی کی طرف تحریکیں پیدا ہوتی ہیں اور وہ ضلالت کی پُر ظلمت رات سے شروع کر کے طلوعِ صبح صداقت تک اسی کام میں لگے رہتے ہیں کہ مستعد دلوں کو سچائی کی طرف کھینچتے رہیں‘‘۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 155 تا 160)

پس یہ ہے وہ خوبصورت وضاحت جس کا ذکر جیسا کہ مَیں نے کہا آپ نے مختلف رنگ میں مختلف جگہوں پر کیا ہے، مختلف کتابوں میں کیا ہے۔ یہ ایک نمونہ ہے۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 20 اگست 2010ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- خدا کی رہ میں ذلیل ہونا اور اس کی رہ میں فقیر ہونا (منظوم)
- روحانی بہار کی آمد
- لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ کی دُعا اور تحریک مصالحت
- وقف کے سات معانی اور واقفین نو بچوں کے والدین کی ذمہ داریاں

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو (آپ کی مراد لیلۃ القدر سے تھی) اگر تم میں سے کوئی کمزور ہو جائے یا عاجز رہ جائے۔ تو وہ آخری سات راتوں میں ہرگز مغلوب نہ ہو جائے۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل لیلۃ القدر۔۔۔حدیث نمبر ۲۷۶۵)

ایک روایت میں آتا ہے کہ سالم بن عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ ان کے والد صحابی تھے۔ وہ بیان کرتے تھے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ القدر کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے بعض کو وہ (آخری عشرہ کی) پہلی سات راتوں میں دکھائی گئی ہے اور تم میں سے بعض کو آخری سات راتوں میں دکھائی گئی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل لیلۃ القدر۔۔۔حدیث نمبر ۲۷۶۴)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

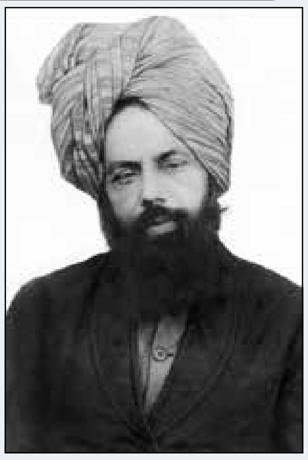

ہر رات لیلۃ القدر ہوسکتی ہے

’’ایک لیلۃ القدر تو وہ ہے جو پچھلے حصہ رات میں ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تجلی فرماتا ہے اور ہاتھ پھیلاتا ہے کہ کوئی دعا کرنے والا اور استغفار کرنے والا ہے جو مَیں اس کو قبول کروں؟ لیکن ایک معنے اس کے اور ہیں جس سے بدقسمتی سے علماء مخالف اور منکر ہیں اور وہ یہ ہیں کہ ہم نے قرآن کو ایسی رات میں اتارا ہے کہ تاریک و تار تھی اور وہ ایک مستعد مصلح کی خواہاں تھی۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جب کہ اس نے فرمایا وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡنِ۔ پھر جب انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ تاریکی میں پڑا رہے۔ ایسے ہی زمانے میں بالطبع اس کی ذات جوش مارتی ہے کہ کوئی مصلح پیدا ہو۔ پس اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِيۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ اس زمانہ ضرورت بعثت آنحضرت ﷺ کی ایک اور دلیل ہے‘‘۔

(الحکم جلد نمبر 10 نمبر 27۔ مؤرخہ 31 جولائی 1906ء۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 8 صفحہ 316)

تجدید دین کا دور بھی لیلۃ القدر ہے

’’سورۃ القدر میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ انہیں کبھی ضائع نہیں کرے گا بلکہ جب وہ گمراہ ہو جائیں گے اور اندھیروں میں گر جائیں گے تو ان پر لیلۃ القدر کا زمانہ آئے گا اور روح زمین پر نازل ہوگا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے گا اسے اتارے گا اور اسے مجدد بنا کر مبعوث فرمائے گا اور روح کے ساتھ ملائکہ بھی نازل ہوں گے جو لوگوں کے دلوں کو حق اور ہدایت کی طرف کھینچ کر لائیں گے اور یہ سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا‘‘۔

(حمامۃ البشریٰ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 320۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 8 صفحہ 315)

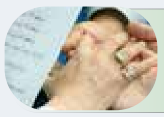

دربارِ خلافت

آپؑ نے فرمایا کہ ہمارے غالب آنے کے ہتھیار تو یہ باتیں ہیں۔ اگر تم اِن باتوں کو اختیار کر لو تو غلبے میں تم بھی حصہ دار بن جاؤ گے۔ ورنہ نام کے احمدی تو ہو لیکن عملی احمدی نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پس ہمیں ہمیشہ اِن اہم باتوں کو پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔ یہ نصائح صرف نئے احمدیوں کے لئے نہیں تھیں جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے یا جو آج نئی بیعتیں کرتے ہیں بلکہ ہر احمدی کے لئے ہیں اور جتنا پُرانا احمدی ہو اُس کے ایمان میں زیادہ ترقی ہونی چاہئے۔ اس میں اِن باتوں پر عمل کرنے کی کوشش اُن سے بڑھ کر ہونی چاہئے جو نئے آنے والے ہیں۔ استغفار کیا ہے؟ اپنے اگلے پچھلے گناہوں سے بخشش طلب کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا تا کہ گناہوں سے بچتا بھی رہے۔ توبہ یہ ہے کہ جن غلط کاموں میں پڑا ہوا ہے اُن سے کراہت کرتے ہوئے اُن سے بچے رہنے کا پکّا اور پختہ اور مصمّم ارادہ کرنا۔ اور پھر اُس ارادے پر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے کاربند رہنا، اُس پر عمل کرنا کہ کوئی بھی چیز اُس کو اُس سے ہلا نہ سکے۔ پھر دینی علوم کی واقفیت ہے۔ اس میں سب سے پہلے قرآنِ کریم ہے۔ پھر قرآن اور صحیح احادیث کی روشنی میں اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام ہے۔ آپ کی کتب ہیں۔ آپ کی مختلف تحریرات و ارشادات ہیں جو اسلام کی حقیقی تعلیم کی برتری دنیا پر دلائل و براہین سے ثابت کرتے ہیں، جس کے مقابل پر کوئی اور دین کھڑا نہیں رہ سکتا کیونکہ اسلام ہی آخری، کامل اور مکمل دین ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کی عظمت ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی عظمت مدّنظر رہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ یقین اور ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جو ہر چیز کو پیدا کرنے والی ہے اور تمام ضروریات کو پورا کرنے والی ہے اور زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کے کامل علم نے اُس کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ وہ ہمارا ربّ ہے۔ زندگی اور موت بھی اُس کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ ہر جگہ موجود ہے اور ہر آن ہمیں دیکھ رہا ہے۔ تو پھر ایک انسان کبھی کوئی ایسا کام نہیں کرسکتا جو اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء کے خلاف ہو۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی یہ عظمت دلوں میں قائم ہو جائے گی تو پھر پانچ وقت نمازوں کی طرف بھی خود بخود توجہ پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ دعاؤں کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ اس بڑھتے ہوئے تعلق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے پر یقین پیدا ہوتا چلا جائے گا بلکہ اس میں مضبوطی پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ اور نماز کے بارہ میں یہ فرمایا کہ یہ تمام دعاؤں کی کُنجی ہے۔ نماز ہی وہ اصل دعا ہے جو خدا تعالیٰ کے قریب کرتی ہے۔ اور بندے کا خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق جوڑتی ہے۔ پس نمازوں کو سنوار کر اور وقت پر پڑھنے کی قرآنی تعلیم بھی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی اُمّت کو خاص طور پر اس طرف متوجہ فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس پر بہت زور دیا ہے۔ پس جب انسان ان باتوں پر عمل کرے گا تو

بقیہ صفحہ 4 پر

خدا کی رَہ میں ذلیل ہونا اور اس کی رَہ میں فقیر ہونا

خدا کی رَہ میں ذلیل ہونا اور اس کی رَہ میں فقیر ہونا
یہی تو عزت ہے عاشقوں کی یہی ہے ان کا امیر ہونا
وزیر بننے کی مجھ کو خواہش نہ چاہتا ہوں سفیر ہونا
مجھے تو بھاتا ہے میرے پیارے ترے ہی در کا فقیر ہونا
مری فقیری مجھے امیری ، مری گدائی ہے مجھ کو شاہی
رہے تمہیں منعمو مبارک! امیر ہونا کبیر ہونا
عزیز ہوں گر نگہ میں تیری تو مجھ کو منظور ہے خوشی سے
بچشمِ دنیائے بے حقیقت ذلیل ہونا حقیر ہونا
مَیں دینِ احمدؐ پہ جان و دل سے کروں گا قربان ذرّہ ذرّہ
مگر یہ ہے شرط میرے پیارے کہ تو بھی میرا نصیر ہونا
کبھی بشارت وصال کی دی کبھی مجھے ہجر سے ڈرایا
سمجھ میں آیا ہے اس طرح بھی ترا بشیر و نذیر ہونا
مزا تو جب ہے حضورِ انور کہ دل ہمارا بھی ہو منوّر
اگرچہ ہے ہر طرح مسلّم ترا سراجِ منیر ہونا
کٹھن ہے عشق و وفا کی منزل تڑپ رہے ہیں ہزار ہا دل
قسم تجھے تیری حُسنِ کامل ذرا مرے دستگیر ہونا
اگر نہیں آتشِ محبت تو خاک ہے زندگی کی لذّت
عجیب نعمت ہے اس جہاں میں ظفرؔ کسی کا اسیر ہونا

(مولانا ظفر محمد ظفرؔ)

آج کی دعا
’’ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے‘‘

بِسۡمِ اللّٰہِ الۡکَافِیۡ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الشَّافِیۡ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الۡغَفُوۡرِ الرَّحِیۡم۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الۡبَرِّ الۡکَرِیۡم۔ یَا حَفِیۡظُ یَا عَزِیۡزُ یَا رَفِیۡقُ یَا وَلِیُّ اِشۡفِنِیۡ

(تذکرہ صفحہ:525)

ترجمہ: میں اللہ کے نام کے ساتھ مدد چاہتا ہوں جو کافی ہے۔ میں اللہ کے نام کے ساتھ مدد چاہتا ہوں جو شافی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ مدد چاہتا ہوں جو غفور و رحیم ہے۔ میں اللہ کے نام کے ساتھ مدد چاہتا ہوں جو احسان کرنے والا ہے اور عزت والا ہے۔ اے حفاظت کرنے والے، اے غالب، اے رفیق، اے دوست تو مجھے شفا دے۔

یہ حضرت مسیح موعودؑ کی بیماری سے شفایابی کی الہامی دعا ہے۔

خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ محبت اور فضل اور رحم کا عظیم الشان بے نظیر سلوک تھا۔ اسکی ایک جھلک ہم مندرجہ ذیل واقعہ میں دیکھتے ہیں:

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ نے بیان کیا کہ

ایک مرتبہ حضرت اقدسؑ کو خارش کی بہت سخت شکایت ہوگئی۔ تمام ہاتھ بھرے ہوئے تھے۔ لکھنا یا دوسری ضروریات کا سرانجام دینا مشکل تھا۔ علاج بھی برابر کرتے تھے مگر خارش دور نہ ہوتی تھی۔۔۔ ایک دن میں حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عصر کے قریب وقت تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپؑ کے ہاتھ بالکل صاف ہیں مگر آپؑ کے آنسو بہ رہے ہیں۔۔۔ میں نے جرات کرکے پوچھا کہ حضور آج خلافِ معمول آنسو کیوں بہ رہے ہیں۔ حضورؑ نے فرمایا کہ میرے دل میں ایک معصیت کا خیال گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے کام تو اتنا بڑا میرے سپرد کیا ہے اور ادھر صحت کا یہ حال ہے کہ آئے دن کوئی نہ کوئی شکایت رہتی ہے۔ اس پر مجھے الہام ہوا:

ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے

اس سے میرے قلب پر بے حد رقت اور ہیبت طاری ہے کہ میں نے ایسا خیال کیوں کیا۔ ادھر تو یہ الہام ہوا مگر جب اٹھا تو ہاتھ بالکل صاف ہوگئے اور خارش کا نام ونشان نہ رہا۔ ایک طرف اس پُرشوکت الہام کو دیکھتا ہوں دوسری طرف اُس فضل اور رحم کو، تو میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور اس کے رحم و کرم کو دیکھ کر انتہائی جوش پیدا ہوگیا اور بے اختیار آنسو جاری ہوگئے۔

(تذکرہ صفحہ:685۔686)

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

اے خواجہ! درد نیست وگرنہ طبیب ہست

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فارسی کے اس مصرعہ کو اپنے ارشاد بعنوان"محبت الٰہی کے ذرائع" کے تحت خدا جوئی کے آداب بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے (ملفوظات جلد 2 ص 112) جس کے معانی ہیں"حضرت! درد ہی نہیں ورنہ طبیب تو موجود ہے" گویا اللہ تعالیٰ بطور طبیب تو ہر جگہ موجود ہے۔ اس سے علاج کروانے کے لئے اپنے اندر درد پیدا کرنا ضروری ہے۔

یہ حافظ محمد شیرازی کی فارسی نظم سے ایک مصرعہ ہے۔ جس کا پورا شعر یوں ہے۔

عاشق کہ شُد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ! درد نیست وگر نہ طبیب ہست

جس کا ترجمہ یوں ہے کہ کون ہے جو کسی کا عاشق ہوا ہو اور یار نے اس کے حال پر نظر نہ کی ہو۔ اے صاحب! درد ہی نہیں ورنہ طبیب تو موجود ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس شعر کو بھی ایک جگہ بیان فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

"ہم عام طور پر دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بیقرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے۔ الُوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع وخضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہئے۔ بعض لوگوں کا یہ خیال کہ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا۔ بالکل غلط اور باطل ہے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے صفات قدرت و تصرف پر ایمان نہیں رکھتے۔ اگر ان میں حقیقی ایمان ہوتا تو وہ ایسا کہنے کی جرات نہ کرتے۔ جب کبھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس پر اپنا فضل کیا ہے یہ کسی نے بالکل سچ کہا ہے۔

عاشق کہ شُد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ! درد نیست وگر نہ طبیب ہست

خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اُس کے حضور پاک دل لے کر آجاؤ۔ صرف وہ اتنی ہے کہ اس کے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ اور وہ سچی تبدیلی جو خدا تعالیٰ کے حضور جانے کے قابل بنا دیتی ہے۔ اپنے اندر کر کے دکھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میں عجیب در عجیب قدرتیں ہیں اور اس میں لا انتہا فضل و برکات ہیں مگر ان کے دیکھنے اور پانے کے لئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔ اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے اور تائیدیں کرتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول ص 352-353 ایڈیشن 1984ء)

ایک انسان اپنے ڈاکٹر، طبیب یا فزیشن سے اسی وقت رابطہ کرتا ہے جب وہ کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور اپنی تکلیف اور درد کا ذکر کر کے دوا لیتا، علاج کرواتا اور صحت یاب ہوتا ہے۔ یہی ایک مومن کی روحانی زندگی کی کیفیت ہوتی ہے۔ اور ہونی بھی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ منوانے کے لئے اپنے اندر درد پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالنا پڑتا ہے۔ راتوں کی سہانی نیند کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے وقف کرنا پڑتا ہے۔ جس طرح مادی تکلیف اور درد میں انسان کی آہیں نکلتی ہیں۔ ویسے ہی رونی صورت اور اپنے اندر درد کا احساس بنانا ہوتا ہے۔ کسی نے تو یہ بھی کہا ہے کہ اگر دعا کرتے رونا نہ آئے تو رونے والی صورت ہی بنالی جائے۔ قبولیت دُعا کے جو اصول اور آداب اسلام نے بیان فرمائے ہیں ان میں پہلا قرینہ بھی یہی ہے۔ اولاد کا اپنے والدین کے ساتھ محبت اور عزت و احترام کے مثالی رشتہ کو بھی یہاں بیان کیا جا سکتا ہے۔ والدین کو تو اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہی ہے، بچے بھی اپنے والدین کے ساتھ عزت و تکریم کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ حافظ شیرازی کے اس شعر کا پہلا مصرعہ اس لاجواب رشتے پر بطور مثال کے پیش کیا جاتا ہے کہ کون ہے جو کسی کا عاشق ہوا ہو اور یار (محبوب) کو اس کے حال پر نظر نہ ہوئی ہو۔

والدین کو اپنی اولاد کی ضروریات کی اطلاع تو روحانی نظر سے معلوم ہو جاتی ہے اور اولاد کو بھی والدین کی حالت سے آگاہی روحانی نظر سے ہو جاتی ہے اور وہ دونوں ایک دوسرے کی خیر و عافیت اور حال احوال پوچھ لیتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے درد، دکھ اور تکلیف کو غیبی نظر سے معلوم کر لیتے ہیں کیونکہ اس مضمون میں ایسا درد اور کرب بیان ہوا ہے جو خود کو بھی محسوس ہو اور دوسرے بھی محسوس کر کے اس کے لئے دُعا کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک شعر سے اس اداریہ میں درج مضمون کی عکاسی ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

جو درد سسکتے ہوئے حرفوں میں ڈھلا ہے
شاید کہ یہ آغوشِ جدائی میں پلا ہے

یعنی انسان کے اندر جب"درد" والی کیفیت پیدا ہوا تو پھر وہ ایسے حرفوں میں ڈھل جاتا ہے جو خدا تعالیٰ کے حضور درجہ قبولیت پاتے ہیں بالخصوص جدائی کے درد میں خدا کے حضور کہے ہوئے چند بول ایسی جگہ جا پہنچتے ہیں جہاں وہ قبولیت کی سند پاتے ہیں۔

اب ہم رمضان کے مبارک دنوں سے گزر رہے ہیں۔"رمضان" کے لغوی معنی"تپش" اور"صوم" کے لغوی معانی"رکنے" کے ہیں۔ اگر ہم میں ہر ایک اپنے اندر روحانی گرمائش پیدا کرنے اور بُرائیوں سے رُکنے کے لئے اپنے آپ کو درد میں ڈالے گا تو ضرور وہ اللہ کے دربار میں جگہ پائے گا۔ کہتے ہیں سونا آگ میں پڑ کر ہی کندن ہوتا ہے۔ لوہے کو جب تک آگ سے نہ گزارا جائے وہ ایسی Shape اختیار نہیں کرتا جس کو کسی اچھے طریق پر استعمال کیا جا سکے۔ ہیرے کو بھی تیز ترین دھار سے تراش کر کسی ہار یا انگوٹھی کا حصہ بنایا جاتا ہے ورنہ تو وہ دیکھنے میں ایک عام پتھر لگتا ہے۔

الٰہی جماعتوں کی مخالفت بھی روحانیت اور اخلاقیات میں نکھار پیدا کرتی ہیں۔ انگریزی میں کہتے ہیں۔

More you press,more will rise کہ کسی چیز کو آپ جتنا دبا کر رکھیں گے وہ پوری طاقت کے ساتھ اپنا سر نکالتی ہے۔ کسی نے اُس کی مثال سات ربڑی گیند سے دی ہے کہ اس کو جس طاقت اور زور سے زمین پر پٹکیں گے وہ اس سے کہیں بڑھ کر اُبھرے گا۔ الجزائر اور پاکستان میں مخالفین کی طرف سے جماعت احمدیہ کی جو مخالفت ہو رہی ہے۔ جماعت کو جو مختلف پابندیوں کا سامنا ہے جس کا ذکر ہمارے پیارے آقا گزشتہ کچھ خطبات میں کر کے احباب جماعت سے دُعاؤں کی درخواست فرما رہے ہیں۔ اس کے مقابل پر اللہ تعالیٰ دنیا بھر میں ترقی اور فتوحات کے راستے کھولتا رہتا ہے جس کا اعتراف ہمارے مخالفین بھی کرتے ہیں بالخصوص اس امر کا اظہار کہ افریقہ اور یورپ نیز مغربی دنیا میں اسلام کے بارے میں معلومات لینے کے لئے غیر مسلم، اسلام کا نمائندہ سمجھتے ہوئے جماعت احمدیہ کے مبلغین سے رابطہ کرتے ہیں۔ یہ صرف اس مخالفت کا صلہ ہے جس کا جماعت احمدیہ کو پاکستان میں سامنا ہے۔ رمضان کے مبارک دنوں میں جماعت کے لئے بالخصوص پاکستان اور الجزائر میں بسنے والے احمدی مسلمانوں کے لئے بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ اور ہر آن ہر حال میں اور ہر تکلیف و درد میں اللہ کی طرف جھکنا، اس سے مدد طلب کرنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ اس مضمون کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنے خالق حقیقی سے تعلقات استوار کرنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

مرسلہ: مرزا دانیال احمد

لَیۡلَۃُ الۡقَدۡر کی دُعا اور تحریک مصالحت

رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور آخری عشرہ شروع ہو چکا ہے۔جس کی طاق راتوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہدایت فرمائی ہے کہ اس میں لیلۃ القدر کو تلاش کیا جائے۔ اس مبارک رات کی فضیلتوں میں سے ایک فضیلت ایک صحابی بروایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یوں بیان کرتے ہیں کہ جو شخص لیلۃ القدر کو سچی نیّت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لئے کھڑا ہو کر عبادت اور دعا میں گزارتا ہے۔ اس کے تمام سابقہ گناہ بخشے جاتے ہیں گویا یہ رات گناہوں کی معافی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے خاص رات ہے پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ اگر میں لیلۃ القدر کو پاؤں تو کیا دُعا کروں۔ آپ نے فرمایا یہ دعا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّتُحِبُّ الۡعَفۡوَفَاعۡفُ عَنِّی

کہ اے اللہ تعالیٰ یقیناً تو گناہوں کو بہت معاف کرنے والا ہے اور تو معاف کرنے کو پسند کرتا ہے پس مجھے بھی معافی عطا فرما اور مجھے عفو کی چادر میں لپیٹ لے۔

یہ حدیث بھی بتاتی ہے کہ اس رات کا گناہوں کے عفو اور خدا کی خوشنودی کے حصول سے خاص تعلق ہے۔ کیا ہی مبارک یہ مہینہ ہے اور کیا ہی مبارک یہ رات ہے جو ہمارے لئے ہمارے مالکِ حقیقی کی رضا اور خوشنودی کا دروازہ کھولنے کے لئے دوڑی چلی آرہی ہے۔ پس اے احمدیت کے فرزندو آؤ ہم ان مبارک گھڑیوں میں سب کے سب اپنے گناہ بخشوالیں اور اپنے مالکِ حقیقی کو راضی کر کے اپنے دلوں کو اس کا تخت گاہ بنائیں۔ اور اسی کے ہوجائیں اور اس زرّیں موقع کو ضائع نہ کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کشتی نوح میں فرماتے ہیں۔

’’اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔‘‘

پھر فرماتے ہیں۔

’’ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے۔ وہ اس برکت کو ہرگز نہیں پا سکتا جو صاف دلوں کو ملتی ہے۔ کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائیں گے۔ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا ان کا۔ وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے۔

نظارت تعلیم و تربیت لیلۃ القدر کی مندرجہ بالا دعا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک کلمات کو پیش کر کے احباب جماعت کو تحریک کرتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی برکت حاصل کرنے کے لئے ان دنوں میں اپنے دلوں کو پاک و صاف کر لیں اور ہر ایک قسم کا غصہ اور کینہ اور حسد اور بغض دلوں سے نکال دیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تعلیم پر عمل کریں کہ

’’تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا۔ کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔‘‘

(مطبوعہ الفضل 27 نومبر 1937ء)

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

حقوق اللہ ادا کرنے کی طرف بھی توجہ رہے گی اور حقوق العباد ادا کرنے کی طرف بھی توجہ رہے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اگر یہ انقلاب تم اپنے اندر پیدا کر لو تو پھر اُس غلبے میں تم بھی حصہ دار بن جاؤ گے جو مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے مقدر ہے، جس کا مقدر اس سے جُڑا ہوا ہے۔ اس بات میں تو کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے غلبہ عطا فرمانا ہے لیکن ہمیں نصیحت فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ہمارے غالب آنے کے ہتھیار تو یہ باتیں ہیں۔ اگر تم اِن باتوں کو اختیار کر لو تو غلبے میں تم بھی حصہ دار بن جاؤ گے۔ ورنہ نام کے احمدی تو ہو لیکن عملی احمدی نہیں۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو وہ عملی احمدی بننے کی کوشش کرنی چاہئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلبے کی مہم کا حصہ بنے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے شمار جگہ پر اس غلبے کی بشارات دی ہوئی ہیں۔ اور ہر دن جو جماعت پر چڑھتا ہے ہم اِن بشارات کو پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔جس شدت سے جماعت کی مخالفت کی جارہی ہے اگر یہ کسی انسان کا کام ہوتا تو ایک قدم بھی آگے بڑھنا تو دور کی بات ہے، ایک لمحہ بھی زندہ رہنا مشکل ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں اس لئے تمام روکوں، تمام مخالفتوں کے باوجود جماعت ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو الہامات کے ذریعے اس ترقی کی بشارتیں دی تھیں جیسا کہ مَیں نے کہا۔

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی بشارات بالکل حق ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا مقدر یقیناً غلبہ ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ بشارتیں دیتا ہے تو ماننے والوں پر بھی بعض ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، اُن پر بھی کچھ فرائض لاگو ہوتے ہیں جن کا ادا کرنا ضروری ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ’’مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘۔ (تذکرہ صفحہ 260 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

یقیناً یہ کام خدا تعالیٰ ہی کر رہا ہے۔ اور آج کل اِس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ایم۔ ٹی۔ اے کو اس کا بہت بڑا ذریعہ بنایا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام زمین کے کناروں تک پہنچے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو یہ پیغام ہے یہ زمین کے کناروں تک پہنچے اور ایم۔ ٹی۔ اے اس کا حق ادا کر رہا ہے۔ لیکن اگر ہم ایم۔ ٹی۔ اے کی مشینیں لگا کر آرام سے بیٹھ جائیں، کوئی کام نہ کریں، پروگرام نہ بنیں، کسی قسم کی ریکارڈنگ نہ ہو، جو مختلف تبلیغی پروگرام ہوتے ہیں وہ نہ ہوں تو جو ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مہیا فرمایا ہے اُس کا استعمال نہ کر کے ہم اپنے آپ کو اس سے محروم کر رہے ہوں گے اور اُس سے فائدہ نہیں اُٹھا رہے ہوں گے۔ جو لٹریچر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے مہیا فرمایا ہے اُس سے استفادہ کر کے اگر ہم آگے نہیں پہنچاتے، اُس کو پھیلاتے نہیں تو ہم اپنے فرائض ادا نہیں کر رہے ہوں گے اور پھر گنا ہگار بن رہے ہوں گے۔ گو اللہ تعالیٰ نے یہ کام تو کرنے ہیں۔ ہمارے سے نہیں تو کسی اور ذریعے سے کروا دے گا۔ لیکن ہم اگر ان ذرائع کو استعمال نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ نے مہیا فرمائے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم گنا ہگار ہیں۔ دنیا میں کبھی یہ نہیں ہوا کہ نبی یا اُس کی جماعت نے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے بعد سب کام چھوڑ دیئے ہوں اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ گئے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اور کون اللہ تعالیٰ کا پیارا ہو سکتا ہے؟ لیکن جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کے مغلوب ہونے کی بشارت دی تو آپ کے صحابہ کو کوشش بھی کرنی پڑی، قربانیاں بھی دینی پڑیں۔ دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کو حقیر سمجھ کر اُن کو کچلنا چاہا تو دنیا کی نظر میں انہیں بظاہر حقیر لوگوں نے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے جو ایمان کی دولت سے مالا مال تھے، جو توبہ استغفار کرنے والے تھے، جو نمازوں کو اس خوبصورتی سے ادا کرنے والے تھے کہ اُن پر رَشک آتا تھا، جو اللہ تعالیٰ کی عظمت دلوں میں بٹھائے ہوئے تھے، کوئی دنیاوی شان و شوکت اور بادشاہوں کی جاہ و حشمت اُن کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کو پورا کرنے کے لئے اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے قیصر و کسریٰ کے ایوانوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ اُن کی حکومتوں کو پاش پاش کر دیا۔محنت کی، قربانیاں کیں تو تب یہ کچھ حاصل ہوا۔ یہ یقین اور ایمان تھا جس نے اُن میں یہ ایمانی مضبوطی پیدا کی کہ بیشک دنیاوی جاہ و حشمت اور طاقتیں ان لوگوں کے پاس ہیں، اِن بادشاہوں کے پاس ہیں۔ کثرتِ تعداد اُن کی ہے لیکن یہ ساری چیزیں ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ یہ ملنا ہے اور ہم نے کوشش کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور ہماری مدد فرمائے گا۔ پس ایک پیشگوئی تھی جو پوری ہونی تھی اور ہوئی لیکن اُن کی یہ کوشش تھی کہ اگر ہمارے ہاتھ سے پوری ہو جائے تو ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن جائیں گے۔ پس یہی حالت آج ہماری ہونی چاہئے۔ہمیں اس بات پر یقین ہونا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے یقیناً پورے ہونے ہیں۔ اگر ہم ان وعدوں کو پورا کرنے میں اپنی حقیر کوشش شامل کر لیں، اگر ہم اپنی ذمہ داری کی اہمیت کو سمجھنے والے بن جائیں تو ہم خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن جائیں گے۔ ہر احمدی کو، ہر کارکن کو اس ذمہ داری کو سمجھنے اور اُس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 13/ مئی 2011ء)

فرید احمد نوید، پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

وقف کے سات معانی اور واقفین نو بچوں کے والدین کی ذمہ داریاں

وقف وہی ہے جس پر آدمی وفا کے ساتھ تادم آخر قائم رہتا ہے، ہر قسم کے زخموں کے باوجود انسان گھسٹتا ہوا بھی اسی راہ پر بڑھتا ہے

ظہیر الدین بابر جو مغل سلطنت کا بانی تھا اس کے متعلق یہ ذکر ملتا ہے کہ اپنے بیٹے ہمایوں کی شدید علالت کے موقعہ پر اس کے لئے صحت کی دعا کرتے ہوئے اس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ مجھے اپنے بیٹے ہمایوں کی زندگی بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی کوئی عزیز ترین چیز قربان کرنی چاہئے۔ اس نے سوچا کہ فلاں ہیرا مجھے بہت پیارا ہے وہ اللہ کی راہ میں پیش کر دیتا ہوں۔ فلاں مال بہت پیارا ہے وہ اللہ کی راہ میں پیش کر دیتا ہوں۔ لیکن ہر مرتبہ اس کے دل نے یہ جواب دیا کہ اس ہیرے کی اور اس مال کی بیٹے کے مقابل پر حیثیت ہی کیا ہے۔ اپنے بیٹے کے لئے تو میں پوری سلطنت بھی دے سکتا ہوں۔ لیکن پھر دل میں کہیں یہ خیال بھی آیا کہ سلطنت دے کر بھی تو تم اپنی جان ہی بچا رہے ہو اس کا مطلب ہے کہ جان سب سے زیادہ قیمتی چیز ہے۔ چنانچہ اس نے یہ دعا کی کہ اے اللہ! مجھے اپنی جان بہت پیاری ہے لیکن میں اسے پیش کرنے کا وعدہ کرتا ہوں تو میرے بیٹے کو شفا دیدے۔ چنانچہ تاریخ میں آتا ہے کہ اس دعا کے چند دن کے اندر اندر ہمایوں کی صحت بہتر ہونے لگ گئی جبکہ بابر کی صحت بگڑنے لگ گئی۔

اگر ہم غور سے دیکھیں تو واقفین نو بچوں کے والدین تو محبت کے اس معیار سے بھی ایک قدم آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ بابر نے اپنے بیٹے کی محبت میں اپنی جان پیش کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن وقف نو بچوں کے والدین تو وہ خوش قسمت لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی محبت کو ہر ایک چیز پر ترجیح دیتے ہوئے اس کی محبت میں اپنے جان سے پیارے بیٹوں اور بیٹیوں کو وقف کیا ہے۔ ان کی جانیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں دے دی ہیں اور ان نمونوں کو زندہ کرنے کا وعدہ کیا ہے جن کے متعلق ایک دنیاوی بادشاہ تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

ان ماں باپ نے تو روحانی دنیا کے ان عظیم الشان ستاروں کی پیروی کرنے کا عہد باندھا ہے جن کی مثالیں قرآن کریم پیش کرتا ہے۔ وہ انبیاء اور صلحاء جنہوں نے ہر ایک پیارے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے پیار کیا اور اس کی محبت میں ہر ایک قربانی پیش کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ ان والدین نے تو آل عمران کی اس پاکباز خاتون کے عہد کی مانند ایک عہد اپنے خدا سے باندھا ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے کہ جب عمران کی ایک عورت نے کہا کہ اے میرے ربّ! جو کچھ بھی میرے پیٹ میں ہے یقیناً وہ میں نے تیری نذر کر دیا۔ اور پھر جب اُس نے اُسے جنم دیا تو اس نے کہا کہ اے میرے ربّ! میں نے تو بچی کو جنم دیا ہے۔ لیکن پھر بھی انہوں نے ہمت نہیں ہاری بلکہ اپنے وعدے کو نبھاتے ہوئے عرض کی کہ اے میرے خدا! یقیناً میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے، اور میں اسے اور اس کی نسل کو راندۂ درگاہ شیطان سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

(از سورۃ آل عمران 36-37)

ہم سب جانتے ہیں کہ یہ وہی مریم ہیں جنہیں بعد میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام جیسے پاک اور وجیہہ اور مقرب اور عظیم المرتبت بیٹے سے نوازا۔ جن کی پاک دامنی کی قرآن نے گواہی دی اور جنہیں الہام سے سرفراز فرمایا۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے چنیدہ قرار دیتے ہوئے ان کے زمانے کی تمام عورتوں پر فضیلت عطا فرمادی۔ وہی مریم جنہیں قرآن سورۃ التحریم میں تمام مومنوں کے لئے ایک مثال کے طور پر بیان کرتا ہے۔ اور وہی مریم جنہیں قرآن ایک نشان قرار دیتا ہے۔ یہ سب برکات اس عہد کی تھیں جو ان کی والدہ نے ان کی پیدائش سے بھی پہلے اللہ تعالیٰ سے باندھا تھا اور پھر اس عہد کو نبھانے کے لئے کمر بستہ بھی ہوگئی تھیں۔

واقفین نو کے والدین نے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نمونے کو زندہ کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے جنہوں نے اپنے بڑھاپے کی عمر میں اللہ تعالیٰ سے ایک بیٹے کے حصول کے لئے ان الفاظ میں دعا کی تھی:

اے میرے ربّ! مجھے صالحین میں سے (وارث) عطا کر۔

(سورۃ الصافات آیت 101)

لیکن یہی مناجات اور دعاؤں سے حاصل کردہ بیٹا جب کچھ بڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو اس کی قربانی کا حکم دے دیا۔ جیسا کہ فرمایا:

پس جب وہ اس کے ساتھ دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا تو اس نے کہا کہ اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے قربان کر رہا ہوں۔ پس غور کر تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا کہ اے میرے باپ! وہی کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے۔ یقیناً اگر اللہ چاہے گا تو مجھے تُو صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔

(سورۃ الصافات آیت 103)

پس عہد وقف کی یہ ایک اور خوبصورت مثال ہے جو قرآن نے ہمارے لئے محفوظ کی ہے۔ بوڑھے والدین جو اپنے بڑھاپے کی عمر کو دیکھتے ہوئے ایک بیٹا مانگتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ یہ دعا قبول بھی کر لیتا ہے لیکن کچھ عرصہ کے بعد اسی پیارے اور عزیز بیٹے کی قربانی کا امتحان درپیش آجاتا ہے۔ ایک لمحے کو رک کر اگر غور کیا جائے تو انسان اس امتحان کا ذکر سن کر ہی کانپ کر رہ جاتا ہے۔ منتوں، دعاؤں، مناجات سے حاصل کردہ بڑھاپے کا وہ بیٹا اسماعیلؑ جو ماں باپ کی آنکھوں کا تارا رہا ہوگا۔ جو انہیں جان سے بھی پیارا رہا ہوگا۔ جس کے مستقبل کے لئے ان کی آنکھوں نے کئی خواب سجائے ہوں گے۔ سب پیاروں سے بڑھ کر پیارے خدا کا ایک حکم ملتے ہی وہ ہر ایک تعلقِ محبت سے بے نیاز ہو کر اس کی قربانی کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں اور وہ بیٹا بھی کیسا سعادت مند اور پاک طبیعت اور پاک تربیت کا حامل تھا کہ اس نے اس الٰہی حکم کے سنتے ہی اپنی گردن پیش کر دی اور کہا کہ اے میرے والد! اگر یہی خدا تعالیٰ کی مرضی اور منشاء ہے تو میں اس کے لئے دل وجان سے تیار ہوں۔ مجھے اپنی جان کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہے۔ آپ وہی کیجئے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

پس وقف کی اس عظیم الشان داستان کو بھی اللہ تعالیٰ نے نہایت محبت اور پیار کے ساتھ ہمیشہ کیلئے قرآن کریم میں محفوظ کر دیا۔ حضرت ابراہیم کو خلیل اللہ کا مرتبہ عطا کر دیا کیونکہ آپ نے ہر ایک تعلق کو خدا تعالیٰ کی خاطر قربان کرنے کا عملی مظاہرہ پیش کر کے خود کو اس کا اہل ثابت کر دیا تھا۔ آپ کو اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا۔ آپ کے لئے جلائی جانے والی ہر ایک آگ کو ٹھنڈا کر دیا گیا اور آپ کو کئی نسلوں کا امام اور راہنما بنا دیا گیا۔ جبکہ وہ بچہ جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو مانتے ہوئے عہد وقف کو نبھانے کا کامل نمونہ دکھایا تھا اسے سچے وعدوں والا رسول اور نبی قرار دیا گیا۔ ہمیشہ کے لئے اس کی قربانی کی یاد کو قائم کر دیا گیا۔ اس کی اولاد میں نبیوں اور رسولوں کے فخر، خاتم الانبیاء، حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ پیدا ہوئے اور ہر سال لاکھوں کروڑوں جانور حضرت اسماعیلؑ کی وفاداری کی اس ایک ادا کی یاد میں قربان کر دیئے جاتے ہیں۔ یقیناً اسماعیل علیہ السلام کا ذکر خیر ایسا ہے جسے آنے والی نسلوں کے لئے ایک نمونہ کے طور پر قائم رکھا گیا ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی امت میں شامل ہو کر اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پاک جماعت کا حصہ بننے کے بعد واقفین نو بچوں کے والدین نے تو اپنی مرضی اور دلی رضامندی کے ساتھ اس اسوۂ حسنہ کی پیروی کا بھی عہد کیا ہے جو یہ بتاتا ہے کہ وفا میں کامل ترین وجود حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہی کہنے کا حکم دیا تھا: اے محمد! آپ کہہ دیجئے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مَرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

(سورۃ الانعام آیت 163)

پس وقف کی ابتدائی دو مثالوں کے بعد یہ تیسری اور انتہائی اعلیٰ مثال ہے جو قرآن ہمارے فائدے کے لئے بیان کرتا ہے کہ ایک حقیقی واقف زندگی تو اللہ سے یہ عہد باندھتا ہے کہ میں اپنے لئے کچھ بھی رکھنا نہیں چاہتا بلکہ میری زندگی اور میری موت میری سب عبادتیں، ریاضتیں، کوششیں اور قربانیاں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور میں دنیا کے ہر ایک تعلق پر اپنے پیارے خدا کے تعلق کو ترجیح دیتا ہوں۔

پس یہ ہیں وہ عظیم الشان وجود جن کے وقف کے واقعات کو قرآن ہمارے لئے بنیاد اور درجات کے طور پر بیان کرتا ہے اور وقف نو کی تحریک میں ان تمام نیک نمونوں کی یاد کو جمع کر دیا گیا ہے۔ والدین اپنے بچوں کو حضرت مریم کی طرح ان کی پیدائش سے بھی پہلے وقف کرنے کا عہد باندھتے ہیں۔ حضرت اسماعیلؑ کی طرح ان بچوں کو وقف کے لئے تیار کیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں وہ خود اس قربانی کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور ان کی روح پکار اٹھتی ہے کہ ہاں ہاں یقیناً میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مَرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

عہد وقف کے ان عظیم الشان نمونوں کو سمجھے بغیر یہ خیال کر لینا کہ ہم اپنے عہد وفا کو نبھانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں محض ایک خیال اور خواب ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔

؎ یہ راہ تنگ ہے پہ یہی ایک راہ ہے
دلبر کی مرنے والوں پہ ہردم نگاہ ہے

اس مضمون پر مزید آگے بڑھنے سے پیشتر اگر وقف کے بعض بنیادی معانی کو بھی جان لیا جائے اور ان کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے تو وقف نو بچوں اور ان کے والدین اور خاندانوں کے ذہن میں آنے والے بہت سے دیگر سوالوں کے جوابات بھی آجاتے ہیں۔

اگر ہم لغت کے اعتبار سے اس لفظ کے معانی پر غور کریں تو معلوم

ہوتا ہے:

1) وقف کے معنی کسی ایک مقام پر ٹھہرنے اور چپ چاپ کھڑے ہو جانے کے ہیں۔

جیسا کہ روزمرہ زندگی میں ہم قرآن پڑھتے ہوئے وقف کی علامت دیکھ کر رک جاتے ہیں اور چپ ہو جاتے ہیں۔ پس ایک حقیقی واقف زندگی اطاعت کا ایک کامل نمونہ ہوا کرتا ہے اور جیسی اطاعت کی قرآن اس سے توقع کرتا ہے وہ ویسی اطاعت کے لئے تیار اور مستعد کھڑا ہو جاتا ہے۔ قرآن کہتا ہے اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور اپنے حکام کی بھی اطاعت کرو۔ پس چپ چاپ اطاعت کرتے چلے جانا یہ ایک واقف زندگی کی شان اور اس کا شعار ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ اطاعت مکمل محبت اور پیار سے مزین بھی ہونی ضروری ہے جیسا کہ فرمایا:

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(آل عمران: 32)

اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ یہ پیروی تمہیں محبت کے سلیقے، طریقے اور قرینے سکھا دے گی۔ اگر شعور کی ابتدائی منزلوں پر ہی ہم ایک وقف نو بچے کو یہ بتا دیں کہ اسے کن راہوں کی پیروی کرنی ہے اور کس کو اپنا راہنما سمجھنا ہے۔ کس کی بات ماننی ہے اور کس کے حکم کو بجا لانا ہے تو اس کے لئے مستقبل کے بہت سے مراحل آسان ہو جاتے ہیں اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے اگر ہم حضور اکرم ﷺ کی خوبصورت صفات اور محاسن سے خود بھی باخبر ہوں اور اپنے لئے اور اپنی اولادوں کے لئے آپ ﷺ کو ایک اسوہ حسنہ کے طور پر سمجھیں کیونکہ دلی محبت پیدا کرنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اس طرح پر کہ خود اُس کے دل میں محبتِ الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اس کا اُنس اور شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 65)

پس والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت ایسی بسا دیں کہ ان کے لئے یہ محبت دنیا کی ہر ایک محبت سے بڑھ جائے اور جس کے بغیر ان کا ایک لحظہ بھی نہ گزر سکے۔ تاریخ اسلام میں یہ ذکر ملتا ہے:

اُحد کے دن مدینہ میں یہ خبر پھیل گئی کہ رسول اللہؐ شہید ہو گئے ہیں۔ مدینہ میں عورتیں رونے اور چلانے لگیں۔ ایک عورت کہنے لگی کہ تم رونے میں جلدی نہ کرو میں پہلے پتہ کر کے آتی ہوں۔ وہ گئی تو پتہ چلا کہ اس کے سارے عزیز شہید ہو چکے تھے۔ اس نے ایک جنازہ دیکھا تو پوچھا یہ کس کا جنازہ ہے؟ بتایا گیا کہ یہ تمہارے باپ کا جنازہ ہے۔ اس کے پیچھے تمہارے بھائی، خاوند اور بیٹے کا جنازہ بھی آ رہا ہے۔ وہ کہنے لگی مجھے یہ بتاؤ کہ رسول اللہؐ کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے کہا کہ نبی کریمؐ وہ سامنے تشریف لا رہے ہیں۔ وہ رسول اللہؐ کی طرف لپکی اور آپؐ کے کرتے کا دامن پکڑ کر کہنے لگی کہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان اے اللہ کے رسولؐ! جب آپؐ زندہ ہیں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

(مجمع الزوائد لھیثمی جلد 4 ص 115 بیروت بحوالہ طبرانی)

پس یہ ہیں محبت رسول کے وہ معیار جو ہم نے اپنے وقف نو بچوں میں پیدا کرنے ہیں اور اگر ایسا ہو جائے تو ہماری ذمہ داریاں بہت ہی آسان ہو جاتی ہیں۔

(2) دینی اور دنیاوی معاملات کا علم حاصل کرنا بھی وقف کا ایک معنی ہے۔

یہ لفظ ہماری روزمرہ بول چال میں بھی کافی استعمال ہوتا ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ وہ میرے حال سے واقف ہے، یا یہ کہ میں ان کی کیفیت سے واقف ہوں۔ پس واقف زندگی وہ وجود ہوتا ہے جو نہ صرف اس زندگی کی حقیقت سے آگاہ ہو بلکہ ابدی زندگی کے معاملات کو بھی جانتا ہو۔ قرآن کریم ہمیں یہی بتاتا ہے:

وَ مَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ؕ وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ

(العنکبوت: 65)

کہ یہ دنیاوی زندگی تو محض ایک غفلت اور کھیل کا سامان ہے اور اخروی زندگی کا گھر ہی دراصل حقیقی گھر ہے۔

لیکن اس علم کو سکھانے کے لئے بھی ہمیں ایسے راستوں کو چننا پڑے گا جو محبت سے بچوں کے دلوں میں ان علوم کو راسخ کر دیں۔

وقف نو بچوں کے والدین کو اپنے بچوں کا دینی علم بڑھانا پڑے گا اور محبت ہی محبت میں اور دلچسپ انداز میں انہیں دین اور دنیا کے علوم سکھانے ہوں گے۔ ان کو پیار اور محبت کے ساتھ سجا کر، سنوار کر، پوری خوبصورتی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمات کے لئے پیش کرنا ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”قربانیاں اور تحفے دراصل ایک ہی ذیل میں آتے ہیں آپ بازار سے شاپنگ کرتے ہیں، عام چیز جو گھر کے لئے لیتے ہیں اسے باقاعدہ خوبصورت کاغذوں میں لپیٹ کر اور فیتوں سے باندھ کر سجا کر آپ کو پیش نہیں کیا جاتا لیکن جب آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے تحفہ لینا ہے تو پھر دکاندار بڑے اہتمام سے اس کو سجا کر پیش کرتا ہے پس قربانیاں تحفوں کا رنگ رکھتی ہیں اور ان کے ساتھ سجاوٹ ضروری ہے۔۔۔۔ انسانی زندگی کی سجاوٹ تقویٰ سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیار اور اس کی محبت کے نتیجہ میں انسانی روح بن ٹھن کر تیار ہوا کرتی ہے۔ پس پیشتر اس کے کہ یہ بچے اتنے بڑے ہوں کہ جماعت کے سپرد کئے جائیں ان ماں باپ کی بہت ذمہ داری ہے کہ وہ ان قربانیوں کو اس طرح تیار کریں کہ ان کے دل کی حسرتیں پوری ہوں۔ جس شان کے ساتھ وہ خدا کے حضور ایک غیر معمولی تحفہ پیش کرنے کی تمنا رکھتے ہیں وہ تمنائیں پوری ہوں“

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 10 فروری 1989ء)

(3) وقف کے ایک اور معنی دینی خدمات کے لئے خود کو پیش کرنا بھی ہیں۔

یہ وہ معروف وقف ہے جسے قرآنی اصطلاح میں ہم نذر بھی کہتے ہیں اور عرف عام میں اسے وقف زندگی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ عمومی طور پر یہ وہ معروف معنی ہیں جن سے ہم سب آگاہ ہیں۔ وقف نو بچوں کے والدین تو اپنے بچے کو تحریک وقف نو میں پیش کر کے اس مرحلہ کے ایک حصہ سے گزر جاتے ہیں لیکن انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ابھی انہوں نے اور ان کے وقف نو بچوں نے اس عہد وقف کی دوسری منازل سے بھی گزرنا ہے۔ ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنے وقف نو بچوں کو اس طریق پر بڑا کریں جیسا کہ اس کا حق ہے۔ ان بچوں کو یہ بتانا ہوگا کہ اگر وہ اپنے اس عہد وقف کو نبھانا چاہتے ہیں اور دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرنا چاہتے ہیں تو وہ یہ یاد رکھیں کہ اب ان کی زندگی جماعت اور دین اسلام کی سربلندی کے لئے وقف ہے۔ وہ نظام جماعت اور حضرت خلیفۃ المسیح کے ادنیٰ سپاہی ہیں اور ان کی ہدایات کے مطابق ہی انہیں اپنی زندگی کے فیصلے کرنا ہوں گے۔ ان سے یہ پوچھنا پڑے گا کہ اے میرے پیارے بچے تمہاری اس بارہ میں کیا رائے ہے؟ سوچ سمجھ کر ایک فیصلہ کرو اور اگر خود کو اس عہد کو پورا کرنے کا اہل پاتے ہو تو پھر قدم آگے بڑھاؤ اور دنیا کی کسی چیز کی پرواہ نہ کرو۔ انہیں بہادر بنانا ہوگا، انہیں بتانا ہوگا کہ ان سے پہلے اس راہ پر جو بھی لوگ اخلاص اور وفا کے ساتھ چلے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں کبھی ضائع نہیں کیا۔ انہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عطا کردہ یہ یقین مہیا کرنا ہوگا کہ اللہ اپنے بندوں کو کبھی ضائع نہیں کیا کرتا۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

”میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرّے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی میں آخر فتح یاب ہوں گا مجھ کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں۔ اے نادانو اور اندھو مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔“

(انوار الاسلام روحانی خزائن جلد نمبر 9 صفحہ 23)

(4) پھر اسی مادے سے وقّف بھی ہے جس کے معنی ڈھال یا دیوار بنانے کے ہیں۔

بحیثیت والدین ان بچوں کو یہ بتانا اور سکھانا ہوگا کہ وہ اسلام اور احمدیت، نظام جماعت اور نظام خلافت جو ہماری جماعت کی روح اور جان اور بنیاد ہیں، اس کے سامنے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑے ہونے کے لئے تیار کئے جا رہے ہیں۔ وہ عام بچے نہیں ہیں۔ وہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ان نمونوں کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے دنیا میں بھیجے گئے ہیں جو انہوں نے احد کے معرکے میں آنحضرت ﷺ کی محبت میں دکھائے تھے۔

جب غزوہ احد میں صحابہ کی ایک بھول کی وجہ سے مسلمانوں کی فتح شکست میں تبدیل ہوتی دکھائی دینے لگی تو دشمن کے حوصلے بہت بڑھ گئے، انہوں نے اکٹھے ہو کر ایسا حملہ کیا کہ صحابہ کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ان کا ناپاک ارادہ یہ تھا کہ کسی طرح آنحضرت ﷺ تک پہنچ جائیں اور آپ کی ذات پر نور کو مٹا دیں تا کہ اسلام کی طاقت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ ہر جانب سے تیروں کی بارش ہو رہی تھی، تلواریں شمع اسلام کو گل کرنے کے لئے بڑھتی چلی آ رہی تھیں، اس موقع پر حضرت طلحہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دشمن کے درمیان ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح حائل ہو گئے،

اپنے جسم کو اپنے آقا کے سامنے بطور ڈھال کرلیا، جس جانب سے آپ پر تیر آتا، اس جانب پہنچتے اور ہر تیر کو اپنے سینہ اور ہاتھوں اور جسم پر روکتے اور ہر ایک زخم سہہ کر بھی آپ نے کسی ناپاک ہاتھ کو اپنے محبوب امام تک نہ پہنچنے دیا۔

واقفین نو بچے ہی اسلام اور خلافت احمدیہ کے وہ سپاہی ہیں جن کی تربیت میں یہ تعلیم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے شامل کرنی لازم ہے کہ ان کی جان، مال، وقت اور عزت، اسلام کی عزت کے ساتھ وابستہ ہے، خلافت کی عزت کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور جب تک ایک بھی وقف نو بچہ دنیا میں موجود ہے کوئی ناپاک حملہ اسلام کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وہ اپنی ہر ایک صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے ہر ایک میدان میں دین کی حفاظت کا کام کریں گے پھر خواہ اس کے لئے انہیں کیسی ہی قربانیاں کیوں نہ دینی پڑیں۔

ہمیں پورے عزم اور ہمت اور بہادری کے ساتھ ان راہوں پر آگے سے آگے بڑھتے چلے جانا ہے یہاں تک کہ ہم اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء کی عزت اور سچی عظمت کو دوبارہ دنیا میں قائم کر دیں اور تمام مذاہب کے ماننے والوں کو محبت اور پیار اور دلیل کے ساتھ ان سچی راہوں کی طرف واپس لے کر آئیں جو ابراہیمؑ کی راہیں تھیں، جو موسیٰؑ کی راہیں تھیں، جو عیسیٰؑ کی راہیں تھیں اور جو آج حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم کی صورت میں روحانی سفر کو آسان کرنے کے لئے ایک کشادہ شاہراہ کے طور پر دنیا کو عطا کی گئی ہیں۔

(5) وقف کا ایک مطلب ایک دوسرے کے پیچھے کھڑے ہونا بھی ہے، جیسے ہم نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔

بحیثیت والدین اپنے وقف بچوں کو ابتداء سے ہی یہ بات سکھانی ہوگی کہ حضرت امیر المؤمنین کی اطاعت اور نظام جماعت کی اطاعت کے ساتھ ساتھ عہدیداران جماعت کی اطاعت و فرمانبرداری کو بھی اپنی زندگی کا حصہ بنائیں وقف کے مضمون میں یہ بات شامل ہے کہ نظام جماعت کے ماتحت جس فرد کو بھی کسی خدمت کے میدان میں قیادت کے لئے آگے کھڑا کیا جائے پوری بشاشت اور محبت کے ساتھ اس کی بات مانی جائے اگر کسی عہدیدار سے گلہ یا شکوہ ہو بھی جائے تو ان بچوں کو یہ امر سمجھانا ہوگا کہ جماعتی ذمہ داریاں اور خدمت کے یہ میدان محض انتظامی عہدے ہوا کرتے ہیں جو نظم اجتماعی کو قائم رکھنے کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ کسی عہدیدار کی کسی ذاتی کمزوری کو بنیاد بنا کر ہمیں نظام جماعت کے ادب اور احترام میں کمی کرنے کا کوئی بھی جواز حاصل نہیں ہے۔ کیا کسی حکومتی عہدیدار، پولیس کے کسی اہلکار، یا دفتروں کے کسی ذمہ دار کے رویہ اور ذاتی زندگی کی چھان بین کے بعد ہم اس کی اطاعت یا عدم اطاعت کا فیصلہ کرتے ہیں؟ نہیں بلکہ ہم حکومت پر اور قوانین پر کامل اعتماد کرتے ہوئے ایک ایسے پولیس افسر کے ہاتھ کے اشارے پر بھی رک جاتے ہیں جس کے اخلاق اور کردار کے بارہ میں ہم کچھ بھی نہیں جانتے۔

پس یاد رکھیں کہ بالکل اسی طرح یہ آسمانی بادشاہت جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے دنیا میں قائم کی گئی ہے اور خلافت احمدیہ کے زیر نگرانی اور زیر سایہ دنیا بھر میں پھیلتی جارہی ہے ہمیں اس آسمانی بادشاہت کا دست و بازو بنتے ہوئے اس کے ہر ایک حکم اور قانون پر پوری بشاشت سے عمل کرتے چلے جانا ہے۔

سیدنا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 27 جون 2003 میں فرماتے ہیں:

’’بعض دفعہ ظاہراً ہر قسم کی نیکی ایک شخص کر رہا ہوتا ہے۔ نمازیں بھی پڑھ رہا ہے، مسجد جارہا ہے، لوگوں سے اخلاق سے بھی پیش آرہا ہے لیکن نظام جماعت کے کسی فرد سے کسی وجہ سے ہلکا سا شکوہ بھی پیدا ہو جائے یا اپنی مرضی کا کوئی فیصلہ نہ ہو تو پہلے تو اس عہدیدار کے خلاف دل میں ایک رنجش پیدا ہوتی ہے۔ پھر نظام کے بارہ میں کہیں ہلکا سا کوئی فقرہ کہہ دیا، اس عہدیدار کی وجہ سے۔ پھر گھر میں بچوں کے سامنے بیوی سے یا کسی اور عزیز سے کوئی بات کر لی تو اس طرح اس ماحول میں بچوں کے ذہنوں سے بھی نظام کا احترام اٹھ جاتا ہے۔ اس احترام کو قائم کرنے کے لئے بہرحال بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے الفاظ میں یہ نصیحت آپ تک پہنچاتا ہوں۔

’’بہت ضروری ہے کہ (واقفینِ نو کو) نظام کا احترام سکھایا جائے۔ پھر اپنے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے نظام جماعت کی تخفیف ہوتی ہو یا کسی عہدیدار کے خلاف شکوہ ہو۔ وہ شکوہ اگر سچا بھی ہے پھر بھی اگر آپ نے اپنے گھر میں کیا تو آپ کے بچے ہمیشہ کے لئے اس سے زخمی ہو جائیں گے۔ آپ تو شکوہ کرنے کے باوجود اپنے ایمان کی حفاظت کر سکتے ہیں لیکن آپ کے بچے زیادہ گہرا زخم محسوس کریں گے۔ یہ ایسا زخم ہوا کرتا ہے کہ جس کو لگتا ہے اس کو کم لگتا ہے، جو قریب کا دیکھنے والا ہے اس کو زیادہ لگتا ہے۔ اس لئے اکثر وہ لوگ جو نظام جماعت پر تبصرے کرنے میں بے احتیاطی کرتے ہیں، ان کی اولادوں کو کم و بیش ضرور نقصان پہنچتا ہے۔ اور بعض ہمیشہ کے لئے ضائع ہو جاتی ہیں۔‘‘

(6) اسی طرح اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کو بھی واقف کہتے ہیں

ہمیں اپنے بچوں کو قرآن کریم کی ان ابتدائی آیات کے مضمون کو سمجھانا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ و مما رزقنٰھم ینفقون یعنی اللہ تعالیٰ نے جو صلاحیت بھی انہیں دی ہے اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی عادت ڈالیں۔ اچھی آواز عطا ہوئی ہے تو تلاوت اور نظموں میں اس آواز کو خرچ کریں۔ اگر تقریر اور تحریر کی صلاحیت ملی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ و اشاعت کے لئے خرچ کریں۔ اگر صحت اچھی ملی ہے تو خدمت خلق اور وقار عمل کے کاموں کے لئے اسے استعمال کریں۔ اگر فارغ وقت میسر آیا ہے تو اسے عبادات اور دعاؤں میں خرچ کریں۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی عمدہ صلاحیت انہیں عطا کی ہو، سب سے پہلا خیال یہ آنا چاہئے کہ ہم اس صلاحیت کو اللہ کی راہ میں کیسے خرچ کر سکتے ہیں۔ یہ امر انہیں ایک بہترین انسان، ایک بہترین مومن اور ایک بہترین واقف زندگی بنا دے گا۔

(7) وقف کے معانی میں سے ایک معنی ثابت قدم ہو جانے کا بھی ہے

یہ ثابت قدمی جسے قرآن کی اصطلاح میں وفاداری کہتے ہیں اسے وقف کی معراج کہا جا سکتا ہے۔ اپنے اللہ سے وفاداری، رسول اللہ ﷺ سے وفاداری، حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے وفاداری، اور خلافت احمدیہ سے سچی محبت اور غیر مشروط وفاداری ہی وہ خلق ہے جو کسی واقف زندگی کو کامیاب واقف زندگی بنا سکتا ہے۔

جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کے نام اپنے پیغام میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین کو خصوصیت کے ساتھ اس خلق کو اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی تھی اور فرمایا تھا:

’’اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے اپنی زندگیاں پیش کرنا اور خلافت احمدیہ کے مددگار بننا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیمات کو پھیلانا ایک عظیم الشان کام ہے، چنانچہ آپ کو اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہوئے اپنے اس عہد کو وفا اور مکمل اطاعت کے ساتھ پورا کرنا ہے۔ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ کبھی بھی خدا تعالیٰ سے بے وفائی نہ کریں بلکہ ہمیشہ اپنے پروردگار کے وفادار رہیں۔‘‘

(پیغام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ برموقع سالانہ کانووکیشن جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل 2019ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اس بارہ میں فرماتے ہیں:

’’واقفین بچوں کو وفا سکھائیں۔ وقف زندگی کا وفا سے بہت گہرا تعلق ہے۔۔۔۔۔۔ واقفین بچوں کو یہ سمجھائیں کہ خدا کے ساتھ ایک عہد ہے جو ہم نے تو بڑے خلوص کے ساتھ کیا ہے لیکن اگر تم اس بات کے متحمل نہیں ہو تو تمہیں اجازت ہے کہ تم واپس چلے جاؤ۔ ایک گیٹ (Gate) اور بھی آئے گا۔ جب یہ بچے بلوغت کے قریب پہنچ رہے ہوں گے، اس وقت دوبارہ جماعت ان سے پوچھے گی کہ وقف میں رہنا چاہتے ہو یا نہیں چاہتے؟۔ وقف وہی ہے جس پر آدمی وفا کے ساتھ تادم آخر قائم رہتا ہے۔ ہر قسم کے زخموں کے باوجود انسان گھسٹتا ہوا بھی اسی راہ پر بڑھتا ہے، واپس نہیں مڑا کرتا۔

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 10 فروری 1989ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اور حضور کے اس ارشاد پر ہی میں اپنی گزارشات کو ختم کرتا ہوں:

’’میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچا دوں۔ آئندہ ہر ایک کو اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ اور ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اس کی روح بول اٹھے (اسلمت لِربِ العالمِین)۔ جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا، خدا میں ہو کر نہیں مرتا وہ نئی زندگی نہیں پا سکتا۔ پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل اور غرض سمجھتا ہوں۔ پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔‘‘

(الحکم جلد 4 نمبر 31 بتاریخ 31 اگست 1900ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان نصائح پر عمل کی توفیق عطا فرمائے

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: حافظ مصور احمد مزمل نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن

سینیگال میں آتش زدگی سے متاثرہ دیہاتوں میں ہیومینیٹی فرسٹ کی طرف سے امداد

گذشتہ ماہ ریجن تانبا کنڈا میں متعدد گاؤں میں آتش زدگی کے واقعات ہوئے۔ چونکہ اس ریجن کے دیہاتوں میں زیادہ تر گھر گھاس پھوس سے بنے ہوئے ہیں۔ اس لئے کسی بھی بے احتیاطی کی وجہ سے آگ بھڑکنے کی صورت میں آگ جلد ہی سارے گاؤں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ اس طرح ان واقعات میں نا صرف لوگوں کے گھر بلکہ ان کا سال بھر کا راشن، جانور بلکہ نقدی بھی جل کر خاکستر ہوگئی۔ اور اچانک ہی ایک لمحے میں نا صرف یہ غریب لوگ بے گھر ہو گئے بلکہ اپنے مال و اسباب بلکہ بستروں سے بھی محروم ہو گئے۔

اس صورت حال میں حکومتی انتظامیہ نے اور بعض دیہاتوں کے لوگوں نے جماعت احمدیہ سے متاثرہ خاندانوں کی مدد کے لئے رابطہ کیا۔ مکرم چئیرمین ہیومینیٹی فرسٹ سینیگال نے ہیومینیٹی فرسٹ کینیڈا کو بغرض تعاون تمام صورتحال سے آگاہ کیا تو انہوں نے گراں قدر امداد کی جس کی بدولت سینیگال کے ریجن تانبا کنڈا کے متعدد دیہاتوں میں جلنے والے گھروں کے متاثرہ خاندانوں میں کھانے کا سامان مثلاً چاول، کوکنگ آئل، میکرونی، نیز سونے کے لئے گدیلے، کھانے کے لئے برتن، پانی کے لئے بالٹیاں اور مگ، پہننے کے لئے عورتوں اور بچوں کے کپڑے وغیرہ حسب استطاعت خرید کر دیئے۔ نیز متعدد خاندانوں کی بصورت نقدی بھی مدد کی۔

اس طرح 7 دیہاتوں کے 29 خاندانوں کے 236 افراد میں 3000 $ کی مدد کی گئی۔

مئیر تانبا کنڈا نے 6 خاندانوں کی لسٹ دی جن کے مکان جل گئے تھے ان کے علاوہ قریبی 2 دیہاتوں کے 4 متاثرہ خاندانوں کو مئیر تانبا کنڈا کی خواہش پر (Mairie) میری میں بلا کر ایک تقریب کی جس میں گورنر کی موجودگی میں جماعت احمدیہ کی سماجی خدمات کا اعتراف کیا گیا۔ اس تقریب میں مکرم ناصر احمد سدھو صاحب امیر جماعت سینیگال، مئیر تانبا کنڈا کی خصوصی دعوت پر شامل ہوئے۔ اور ہیومینیٹی فرسٹ کی نمائندگی میں حکومتی انتظامیہ کو جماعتی خدمات سے آگاہ کیا۔ بعد ازاں گورنر تانبا کنڈا، مئیر تانبا کنڈا اور دیگر عہدیداران کی موجودگی میں متاثرین میں امداد تقسیم کی گئی۔

بعض جگہوں پر حکومتی انتظامیہ کے تحت مئیر اور گورنر کی موجودگی میں اور بصورت دیگر دور دراز دیہاتوں مثلاً پکی سڑک سے 50 کلو میٹر دور گاؤں میں خود پہنچ کر ان کے دکھ بانٹنے کے ساتھ ساتھ ان میں اشیاء خورد و نوش تقسیم کیں۔ اس کے علاوہ دیگر دیہاتوں میں خود جا کر متاثرہ خاندانوں میں امداد تقسیم کی گئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کی ان خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین۔

طلوع و غروب آفتاب

		05 مئی 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ			04:25	18:48
مدینہ منورہ	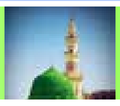		04:19	18:53
قادیان	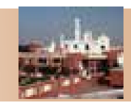		04:09	19:11
ربوہ			03:49	18:51
اسلام آباد ٹلفورڈ	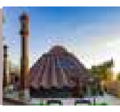		03:59	20:32